U33168. Date - 23-12-09

Title - IFADA-E-TAREEKH.

Creator - Sayyed Zamin Ali Jalal.

Publisher - Itihaad Dalali (Lucknow).

Date - 1907

Pages - 36

Subjects - Tareekh Goyee

ما شاء الله لا قوة الا بالله

الحمد للہ والمنۃ کہ این نسخۂ نایاب بفضل ایزد تعالیٰ [illegible]

موسوم باسم تاریخی

افادۂ تاریخ

سنہ ۱۳۰۰ھ

از تصنیفات

محقق دوران علامۂ زمان [illegible]

بماہ دسمبر [illegible]

در مطبع [illegible] لال [illegible]

کوئی صاحب [illegible]

تصنیفات حضرت جلال لکھنوی

سر آمد سخنوران باکمال فخر شعراے ماضی و حال یعنے جناب حکیم سید ضامن علی
جلال لکھنوی دام ظلہ العالی خدا کے فضل سے ہندوستان
اسوقت ایک ایسے استاد مسلم الثبوت و محقق دوران جنکا کمال
عالم پر مثل آفتاب عالمتاب کے روشن ہے -
ہمکو ایسے وحید عصر و یکتاے دہر کی (جسکو دنیا کے اہل فن و
جوہر و ذی کمال یکزبان ہوکر دل سے مانتے ہیں) تعریف و توصیف
تحریر کرنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی - ہاں صرافان دار العیار
سخندانی - و جوہریان رستۂ بازار معانی کے گوش زد کرنا اس امر کا
قدردانان جناب جلال بمدت دراز سے جناب موصوف
کا ہر تصنیف کو وقتاً فوقتاً طلب فرماتے ہیں اور وہ کہیں ملتی انکی نہیں
کیونکہ جو رسالہ طبع ہوا ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا - شوق و ذوق
تشنہ کامان و دلدادگان جناب موصوف کا بڑا ہی ہوتے پایا - لہذا
ان حضرات کے اصرار سے آپ کے شوق کو پورا کرنے کا یہ ذریعہ
اپنے گھر میں ایک چھاپہ خانہ جاری کیا ہے جسمیں جناب جلال
دام ظلہ العالی کے رسالے کو ہم طبع کرکے اس چھاپے خانے سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین الصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد وآلہ اجمعین و علی
ائمۃ المعصومین الطیبین الطاہرین بعد اسکے عرض کرتا ہی ہیچمدان ہیچ مچ بیان
خوشہ چین خرمن اہل سخن نابلد کوچہ ہر علم و فن کمترین بندگان ایزد متعال
ننگ سخنوران ماضی و حال حکیم سید ضامن علی جلال لکھنوی کہ چونکہ
آجتک کوئی رسالہ قواعد تاریخگوئی و شرح اقتسام تاریخ مین اس شرح و
بسط کے ساتھ کہ مورخ یعنی تاریخگو کو قواعد و قوانین تاریخگوئی سے
آگاہی و بینش کے لیے کافی و وافی ہو چاتا نہین لکھا گیا اور بعضے احباب کو بھی
اس مرتبہ بصیرت با علی الخصوص ہیچمدان کے ایک قدردان کرمفرما ہی بیکران
جناب سید علی عبد القادر شمس القادری المدعو بہ شاہ مرشد علی صاحب
الحسنی البغدادی اصلا والمیدنی پوری مولدا عاصی تخلص مقیم کلکتہ نے

کہ ادعاے شاگردی بیچمدان بھی فرماتے تھے کمال اصرار فرمایا بنا برین جسقدر کہ اس ہیچمدان کو قواعد مذکورہ سے آگاہی و اطلاع تھی اور جو کچھ اپنے اساتذہ محقق سے اس باب مین پایۂ تحقیق کو پہونچا تھا بقید قلم لایا اور بنا اس رسالۂ مختصرہ کی ایک مقدمہ اور تین باب اور ایک خاتمہ پر کہ وہ بھی مشتمل چند فائدونپر ہی قائم کیجاتی ہی اور نام تاریخی اس رسالہ کے آغاز تالیف سے باوزرۂ تاریخ اور ختم تالیف سے افادۃ التاریخ رکھا جاتا ہی وباللہ التوفیق والمستعان

مقدمہ

جاننا چاہیے کہ تاریخ لغت مین کسی چیز کے وقت کے ظاہر کرنے کو کہتے ہین اور مورخین یعنی تاریخ گویونکی اصطلاح مین کسی امر عظیم اور واقعہ قدیم و مشہور سیتا کسی بادشاہ کی سلطنت یا کسی فتنۂ و فساد و جنگ و کارزار یا شادی و غم یا بنا ہی عمارت و باغ وغیرہ دیگر سوانح روزگار کی ابتدا کی مدت کے معین کرنے کو بولتے ہین اور جب تاریخ لغوی و اصطلاحی دونون کی تعریف بیان ہوچکی تو اب تاریخگویونکو یہ بھی جاننا چاہیے کہ تاریخ کی جو ایک قسم معنوی ہی جسکا بیان انشاء اللہ تعالیٰ آگے بڑھکر ہوگا اُسمین بحث اعداد حروف سے کیجاتی ہی پس آگاہ ہونا چاہیے کہ تاریخ مین حروف مکتوبی کا اعتبار کیا جاتا ہی حروف ملفوظی معتبر نہین ہوتے لیعنے جو حرف کتابت مین آئے اُسکے عدد لیے جاتے ہین اور جو فقط بولا جاے کتابت مین نہ آئے اُسکے عدد نہین لیے جاتے

بخلاف عروض کے کہ عروضی کے نزدیک تقطیع میں حروف ملفوظی معتبر ہوتے
ہیں مکتوبی کا اعتبار نہیں کیا جاتا مثلاً کتابت عربی میں جو الف بعد واو جمع کے
لکھا جاتا ہے جیسے واو آمنوا وغیرہ کے بعد یا لفظ انا کے آخر میں بدون حالت
وقف کے آتا ہے یا الف وصل جو اثنای کلمات میں متصل بکدیگر آجاتا ہے جیسے
وقتلوہم میں۔ اور واو کہ اسم عمرو بالفتح کے آخر میں لکھتے ہیں پس یہ سب الف
اور واو تاریخ میں ضرور لیے جاینگے اور مثلاً فارسی میں بھی الف وصل کا اور
واو عطف کا جو دو کلموں کے درمیان میں لکھا جاتا ہے اور بقید نظم اکثر تلفظ
میں نہیں آتا جیسے من از تو اور دل و جان میں پس تاریخ میں اس الف اور واو کا
بوزن فعولن ۱۲ بوزن فعلن ۱۲ ۱۲
بھی محسوب کرنا ضرور چاہیے۔ اور ہے کہ لفظ کہ و چہ و نہ کے آخر میں لکھی جاتی ہے
اور تلفظ میں نہیں آتی اور واو جو لفظ دو و تو و چو وغیرہ کے آخر میں لکھا جاتا ہے
اور تلفظ میں نہیں آتا ان حروف کا بھی تاریخ میں محسوب کرنا ضرور چاہیے اور
مثلاً کلمات ہندی میں بھی جو ہا و یای مخلوط التلفظ اور واو و نون مخلوط التلفظ
آتے ہیں جیسے ابھار۔ اچھار۔ گھبارا اور سیان۔ گیان۔ دھیان۔ اور واو یا
او گال۔ اور ہانگ۔ سانگ وغیرہ میں یہ بھی تاریخ میں محسوب ہونگے
اور مثلاً عربی میں الف اللہ کا بعد لام کے اور صلوات کا بعد میم کے اور اسحٰق
کا بعد حا کے اور ہٰہنا کا بعد ہاے اول کے جو ملفوظ ہوتا ہے اور واو لہ کا اور
ی بہ کی جو بعد ہا کے ظاہر ہوتی ہے اور تنوین کا نون اور حرف مشدد سے جو دوسرا

حرف پیدا ہوتا ہی انمین سے کوئی حرف تاریخ مین نہین لیا جاتا اسواسطے
کہ مکتوب نہین ہی تو بس تاریخ وفات نواب آصف الدولہ بہادر مرحوم مین جو
کسی بزرگ نے فرمائی ہی ع ہمنا روح و ریحان و جنات النعیم ۔ اور اسمین
الف ہمنا کا جو بعد ہای اول کے تلفظ مین آتا ہی اسکا بھی ایک عدد لیا جا
یہ ہرگز درست نہ ہوگا اور فارسی مین بھی الف ممدودہ جیسے لفظ آب و آہ
مین پایا جاتا ہی اور تشدید راے لفظ آرہ و آران و خرم ۔ و فرخ وغیرہ سے
جو وہ معری ر سے پیدا ہوتی ہی یہ حرف تاریخ مین نہ محسوب ہونگے اسلیے
کہ کتابت مین نہین آتے ۔ اور ہندی مین بھی الف ممدودہ جیسے لفظ آم
اور آگ مین آتا ہی تاریخ مین نہ محسوب ہوگا اور جب یہ بھی معلوم ہو چکا کہ تاریخ
مین ان حروف کا اعتبار کیا جاتا ہی اور یہ حروف معتبر نہین ہین تو اب
طریقہ تاریخ کہنے کا بیان کیا جاتا ہی کہ کلمہ یا کلام یا فقرہ نثر یا مصرعہ
نظم یا ایک بیت یا چند ابیات کو مورخ بفکر و غور و تامل مادہ تاریخ کا
قرار دے مگر شرط یہ ہی کہ جس لفظ یا جن الفاظ کو مادہ تاریخ کا قرار دے وہ بامعنی
ہون بےمعنی و مہمل نہون اور وہ الفاظ کچھ مناسبت بھی ضرور رکھتے ہون اس واقعہ
سے جسکی تاریخ مورخ کو کہنا منظور ہی تاکہ سامع بھی سمجھ جاے کہ یہ تاریخ فلان امر کی
ہی کیونکہ اگر الفاظ مادہ تاریخ کے مہمل و بےمعنی ہونگے یا کچھ مناسبت انمین واقعہ سے
نہ رکھتے ہونگے تو اسپر اطلاق تاریخ کا کسیطرح نہ کیا جائیگا جیسا کہ اکثر شعرا اصل الفاظ

مہمل یعنی اور الفاظ غیر مناسب سے کسی واقعہ کی تاریخ پیدا کرتے ہین بیست وہ
ہین اور ناجائز محض ہی کیونکہ سامع کسی طرح مادۂ تاریخ سے نہین سمجھ سکتا کہ یہ
فلان واقعہ کی تاریخ ہی چنانچہ ایک بزرگ نے مولف کے دیوان اول کے طبع کی
تاریخ غرق دریا لکھی مولف نے بوجہ اسکی مہملیت کے اپنے دیوان مین آنے نہ دیا
کسی بزرگ نے کسی مسجد لکھنؤ کی بنا کی تاریخ لفظ تاریخ مین بھی نکالی تھی اور وہ
یہ ہے ۵ شنیدم خالق از خورشید و مریخ * پئے تاریخ بنا سے اوست تاریخ * یا کسی
نے کسی کی وفات کی تاریخ فی زماننا لفظ اقتضا مین نکالی ہے ع کہ بعد و فقط
مشیت خالق کا اقتضا ہے پس ملاحظہ ہو کہ کجا طبع دیوان کا سال اور کجا لفظ
غرق اور کہان مسجد کے بنا کے سنین اور کہان کلمۂ تاریخ اور کہان وقت کا
اور کہان لفظ اقتضا پس ان تینون تاریخون کے الفاظ کو کسی طرح کی مناسبت
اپنے واقعہ سے غور فرمائیے تو ہرگز نہین ہی اور اسطرح کی تاریخونکو تاریخ ہرگز
مولف ہیچمدان اپنی راے ناقص مین نہ کہینگے فافہم پس اگر مشعر تاریخ لکھا
مادۂ تاریخ کے ہونگے اوسکو تاریخ صوری کہینگے کہ گویا ظاہر اسکا مشعر تاریخ
ہو اور اگر اعداد جملہ حروف مظہر تاریخ کے ہونگے جس سنہ کے مظہر ہون
خواہ سنہ سمبتی خواہ سنہ عیسوی خواہ سنہ ہجری خواہ سنہ فصلی وغیرہ او
ان سب اعداد کو یکجا کرنے سے تاریخ پیدا ہوگی اس تاریخ کو معنوی کہینگے
کہ گویا باطن اسکا مظہر تاریخ ہو اور اگر الفاظ اور اعداد حروف دونون ظاہرا تاریخ

شامل ہونگے اُس تاریخ کو ہم صوری وہم معنوی قرار دیجئے۔ پس
بحسب استقراے تمام تین قسمین تاریخ مصطلحی کی قرار پاتی ہین۔
ایک صوری۔ دوسری معنوی۔ تیسری صوری و معنوی

باب پہلا تاریخ صوری کے بیان مین

یعنی جسمین صرف الفاظ مشعر تاریخ پر ہوتے ہین یعنی ذکر سال و ماہ و روز وقوع کا اُسمین ہوتا ہی اور اعداد حروف سے کچھ سروکار نہین ہوتا مثال اسکی جیسے شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے تالیف کتاب گلستان کی تاریخ کہی ہی ؎ دران مدت کہ مارا وقت خوش بود ۔ ز ہجرت ششصد و پنجاہ و شش بود ۔ یا جیسے کسی اور نے فرمایا ہی سے یہ تاریخ شاہ تیمور کی ولادت و خروج و وفات کی کہی ہی رباعی سلطان تیمور کہ مثل او شاہ نبود ۔ در ہفتصد و سی و نہ در آمد بوجود ۔ در ہفتصد و ہفتاد و یک کرد خروج ۔ در ہشتصد و ہفت کرد عالم پدرود ۔ منقول از قلزم ہفتم کتاب ہفت قلزم

باب دوسرا تاریخ معنوی کے بیان مین

جسمین محض اعداد حروف مظہر تاریخ ہوتے ہین اور فقط سال واقعہ اُن اعداد سے پیدا ہوتا ہی اور الفاظ سے کچھ بحث نہین ہوتی البتہ الفاظ کا بامعنی ہونا اور اپنے واقعہ سے کسیقدر مناسبت رکھنا شرط ہی اور یہ تین قسم پر ہی سالم الاعداد زائد الاعداد ناقص الاعداد۔ سالم الاعداد اُس تاریخ کو کہتے ہین جسکے اعداد پورے ہون کم و زیادہ نہون مثال اسکی جیسے آصف الدولہ بہادر رحمہ کے

کی تاریخ کسی نے غریب کہی ہے کہ ایک کلمہ میں ہے یا جیسے شیخ ناسخ مرحوم
استاد الاستاد نے مولف کے اپنے دیوان دوم کی ترتیب کی تاریخ کہ پریشانی
آمد و رفت الہ آباد میں فرمائی ہے دفتر پریشان یا کسی کے دو فرزند کے وفات
کی تاریخ فرمائی ہے داغ جگر و داغ دگر ایک نے ایک سال میں وفات کی
اور دوسرے نے دوسرے سال میں یا مولف نے اپنے ولی نعمت نواب محمد
کلب علیخان صاحب بہادر خسرو قیصر دوران دام اقبالہم کے دیوان نخستین کے
طبع کی تاریخ کہی ہے دفتر خوبی کہ یہ سب تاریخیں دو دو لفظوں میں یعنی کلام میں
پائی جاتی ہیں یا جیسے مولف نے ایک شاعر کے ختم دیوان کی تاریخ کہی ہے
انتخاب معشوق سخن کہ یہ فقرہ شیرین ہے یا جیسے غنی کشمیری نے ابو طالب
کلیم کے وفات کی تاریخ کہی ہے ع گفت تاریخ وفات او غنی۔ طور معنی بود
روشن از کلیم۔ یا جناب شیخ ناسخ مرحوم نے غازی الدین حیدر بادشاہ لکھنؤ کے
جلوس فرمانے کی اور نواب معتمد الدولہ بہادر کے وزیر ہونے کی تاریخ فرمائی
ہے ع تاریخ سعید کرد ناسخ تحریر۔ شد اسکندر و وزیر ارسطا طالیس۔ یا استاد
اول مولف میر علی اوسط رشک مرحوم نے اپنے استاد جناب شیخ ناسخ
مغفور کے انتقال کی تاریخ فرمائی ہے قطعہ مقتدای من و استاد من و قبلہ من
حیف گردیدہ خاک نہان وا ویلا۔ رشک تاریخ پئے لوح مزارش گفتم۔ قبر ناسخ اعجاز بیان
وا ویلا۔ یا استاد دوم مولف کے فرزند مغفور کتخدائی سپہر اجد علی شاہ بہادر اعلی اللہ ملکہ

سلطنت کی تاریخ فرماتے ہین ع کہ خدا داد سلیمان جہان را بلقیس ؛
یا مؤلف نے اپنے ولی نعمی خسرو خسروان اعلی حضرت نواب[۱۲۷۷] محمد
کلب علیخان صاحب بہادر دام اقبالہم کی مسند نشینی اور دیوان
دوم کے طبع کی تاریخ کہی ہی ع جلوہ فرمودہ بر مسند اقبال وحشم
ع گوہر زیب دہ گوش سخن ؛ یا مؤلف نے نواب[۱۲۸۱] ضیاء الدین احمد خان صاحب
بہادر رئیس دہلوی نیر[۱۲۹۵] تخلص کے وفات کی تاریخ کہی ہی ع دہلی کا بجھا چراغ
ای آہ[۱۳۰۳] ؛ کہ یہ سب تاریخین ایک ایک مصرعہ نظم مین ہین اور یہ قسم تاریخ
کی اکثر فی زماننا ایک مصرع ہی مین کہی جاتی ہی اور بیشتر پورے مصرع
مین ہوتی ہی اور اولی تو یہی ہی کہ پورے مصرع مین اور الفاظ مصرع
کے بے تکلف ہون اور بھرتی کے لفظ کم ہون بلکہ نہون تو بہتر ہی -
اور یہ قسم یعنی سالم الاعداد اگرچہ اپنی اور دونون قسمون سے بہتر و خوب تر
ہی اور بجائے خود بھی ایک صنعت ہی لیکن اساتذہ نے اسمین چند تکلفات
و صنائع دیگر کو بھی دخل دیا ہی چنانچہ ایک اُنمین سے صنعت منقوطہ ہی
یعنی صنعت معجمہ اور وہ یہ ہی کہ حروف منقوطہ مین تاریخ نکالی جاسکے چنانچہ
مؤلف کے ایک شاگرد دانش تخلص نے مؤلف کے رسالہ بیاض آمد شعراء کے
طبع کی تاریخ جو بحث تذکیر و تانیث مین ہی اسی صنعت مین کہی ہی ع
دانش شدہ این نسخہ موصوف چو مطبوع ؛ در نقطہ تاریخ[۱۲۹۶] شدہ نقش جلالی ست

دوسری صنعت غیر منقوط ہی یعنی صنعت مہملہ اور وہ یہ ہی کہ حروف غیر منقوط مین
تاریخ پیدا ہو چنانچہ مولف کے ایک شاگرد رفعت تخلص نے مولف کے دیوان اول کے
طبع کی تاریخ اسی صنعت مین کہی ہے کلام حضرت استاد باکمال چھپا ؛ تمام عالم
ہو روشن قمر گر اسکو کہہ ؛ دماغ جان ہو معطر وہ ہی گل خوشبو ؛ ہی زیب باغ سخن کا
شجر گر اسکو کہہ ؛ عجیب مہملہ مین لکھے سال ہی رفعت ؛ سرور ہر دل الا کہو
گر اسکو کہہ ؛ تیسری صنعت بینات ہی اور وہ یہ ہی کہ بینات جتنے
حروف ملفوظی مراد ہین یعنے حروف باطنی ہر حرف کے لیکر تاریخ پیدا
کرین اور زبر یعنی حروف مکتوبی کو ترک کر دین جیسا کہ با تا ثا
حا خا را زا طا ظا را فا ہا یا مین آ - اور جیم مین - ی م اور دال ذال
مین آ - ل اور سین شین مین - ی ن - اور صاد ضاد مین - آ - د - اور
عین غین مین ی ن اور قاف کاف مین - آ - ف - اور لام مین -
آ - م اور میم مین ی م اور نون مین و ن - اور واو مین آ - و - بینات
ہوتے ہین اور بینات کو اسم کہتے ہین اور زبر کو جسم کو مسمے چنانچہ
ایک شاعر نے مولف کے دیوان اول کے طبع کی تاریخ اسی صنعت مین
کہی ہے سال تاریخش محقق زو رقم در بینات ؛ نظم دلکش راحت
افزا جان فزا با وقار - چوتھی صنعت یہ ہی کہ زبر اور بینات یعنے مسمے
اور اسم حروف دونون کے اعداد لیکر تاریخ نکالتے ہین جیسے مولف کے

ایک شاگرد یاس تخلص نے مولف کے دیوان اول کے ختم کی تاریخ بہ صنعت
میں کہی ہے سنہ ۵ سالش بہ زبر و بینات ست ٭ دیوان جمال با کمال این
اگر ایسے میں یہ شرط ضرور ہے کہ جسطرح زبر تمام الفاظ تاریخ میں محسوب ہوتے
ہیں اسیطرح بینات بھی تمام لیے جائیں یہ جائز نہیں کہ بعض بینات
لیے لیں اور بعض کو ترک کریں جیسا کہ مرزا سلامت علی دبیر مغفور
مرثیہ گوی مشہور نے میر ببر علی صاحب انیس مرثیہ گو کے مرحوم ہونے کے
وفات کی تاریخ زبر و بینات میں فرمائی ہوا اور وہ یہ ہے مصرع طور سینا
بے کلیم اللہ منبر بے انیس ٭ ۱۲۹۱ اور یہی کیا ہے کہ بعض بینات کو اخذ کیا ہے
اور بعض بینات کو ترک لیس یہ مولف ہیچمدان کے نزدیک کسطرح
جائز نہیں ہے اساتذہ میں سے کبھی کسی نے ایسا نہیں کیا اور ایک صورت
بینات میں تاریخ پیدا کرنے کی یہ بھی ہے کہ کسی لفظ کے زبر کے اعداد سے
کسی لفظ کے بینات کے اعداد کو برابر کریں جیسے کسی نے شاہ عباس کے
اعداد سے کہ بحساب زبر ۳۹۴ ہوتے ہیں جلد اللہ ملکہ کے بینات
کو مساوی کیا ہے یعنے جیم کا یم لام کی ام دال کی ال الف کی لف
لام کی ام۔ لام کی ام ہا کا آ میم کی یم لام کے ام کاف کی اف
ہا کا آ جو لے لیجیے تو ان سب کے اعداد برابر اعداد زبر شاہ عباس
کے ہوتے ہیں۔ یا جیسے فیضی نے اعداد زبر سے اکبر بادشاہ کے

اعداد بینات آفتاب کے برابر کیے ہین رباعی نور بکہ ز دہر عالم آرا
پیداست ٭ از جبہہ شاہنشہ والا پیداست ٭ اکبر کہ ز آفتاب
دارد نسبت ٭ این نکتہ ز بینات اسما پیداست ٭ یعنی اعداد اکبر
کے کہ بحساب زبر ۲۲۳ ہوتے تھے پس جو ثت آفتاب سے دونون
الف بھی لے لیے گئے اور دونون الف سماء سے ترک کر دیے گئے
دو الف باقی رہے پس دو الف کے اعداد دو سو بیس ہوے بعد
اُسکے بینات فا و تا و با کے کہ تین ہوتے ہین اُنکے تین عدد لیے گئے
پس مجموع اعداد بینات آفتاب کے ۲۲۳ ہوے اور وہ برابر
اعداد زبر اکبر کے ہو گئے فافہم ۔ پانچوین صورت بتکلف تاریخ نکالنے
کی یہ تعداد حروف ہے اور اُسکا طریقہ یہ ہے کہ کوئی لفظ مناسب واقعہ
کے لین اور اُس لفظ کے حروف کے اعداد بترتیب درجات اعداد
لکھین یعنے حرف اول کے عدد مرتبہ احاد مین اور حرف دوم کے عدد مرتبہ
عشرات مین اور حرف سوم کے عدد مرتبہ مآت مین اور حرف چہارم کے
عدد مرتبہ الوف مین لکھین جیسے کسی نے لفظ طوبا کے عدد بہ ترتیب
درجات لکھکر کسی کے باغ کی تاریخ نکالی ہے کہ بارہ سو انہتر ۱۲۶۹ سنہ ہوتے
ہین ورنہ حروف طوبا کے عدد اگر بترتیب درجات اعداد نہ لکھے جاتین
تو صرف اٹھارہ عدد ہونگے ۔ اسیطرح اگر کسی نے لفظ ڈوبا کے حروف کے عدد

بترتیب درجات اعداد انکی کشتی کے غرق ہوجانے کی تاریخ نکالی ہی
بارہ سو چوالیس ۱۲۴۴ عدد ہوتے ہیں ۔ چھٹی صورت تاریخ کی تکلف بجا لا
کرنے کی یہ ہی کہ کسی لفظ یا اسم یا واقعہ سے کوئی حرف لے لیں اور
اُس حرف کے عدد در ہندسہ لیکر اسی طرح بترتیب درجات اعداد لکھکر
تاریخ پیدا کریں جیسے شیخ ناسخ مغفور کی یہ تاریخ مشہور ہے ؎ اُفتاد حکیم
از ہر اسپ ۔ تاریخ بطرز نو رقم کن ۔ از خانۂ حکیم ہشت بر گیر ۔
سہ مرتبہ بضعف نصف کم کن ۔ یعنی لفظ حکیم کی ح لے لیجیے تو اُس سے
آٹھ عدد حاصل ہونگے اور آٹھ کو مرتبہ احاد میں لکھ دیجیے پھر نصف اُن کا
کم کر دیجیے تو چار رہجائینگے انکو مرتبہ عشرات میں لکھدیجیے پھر اُن
چار کی تنصیف کیجیے تو دو رہجائینگے انکو مرتبۂ مآت میں ثبت کیجیے پھر
اُن دو کو نصف کیجیے ایک رہجائیگا اسکو مرتبہ الوف لکھیے اسطور پر
تو بارہ سو اڑتالیس ہوتے ہیں اور یہی سال ہی اُس واقعہ کا جسکی
تاریخ شیخ ناسخ مرحوم نے نکالی ہی اور یہ تکلف عمدہ تکلفات تاریخ
سے ہی اور شیخ عبد الجلیل بلگرامی مرحوم نے بھی فتح ستارہ گڈھ کی
تاریخ جو سنہ یکہزار و یکصد و یازدہ ہجری میں واقع ہوئی تھی کہی ہی
قطعہ تاریخ ؎ چو شاہ ایہام زیر خنجر آورد ۔ بود اسم اعظم در شمارد
ز انگشتان شمر تا ابہام ۔ براے چار الف کردم شمارہ ۔ ہشو لفظ کی

رای ناقص مین یہ صورت بھی صورت مذکورۃ الصدر مین داخل ہو کیونکہ یہان
بھی وہی صورت رقمی اعداد بترتیب درجات معتبر ہے یعنی اُسنے اکائیون [?]
سے استعارہ چہار الف کا کر کے چہار عدد اس طور پر لیے ہون کہ
ایک مرتبہ احاد مین دوسرا مرتبہ عشرات مین تیسرا مرتبہ مآت مین چوتھا
مرتبہ الوف مین قرار دیا جاوے یعنے اسطور پر ۱۱۱۱ قبر السلام ہو جاتے
ہین۔ ساتوان طریقہ متکلف تاریخ پیدا کرنیکا یہ ہے کہ الفاظ مادہ تاریخ مین
جو حروف متحرک ہون فقط انمین تاریخ نکلے چنانچہ مولف کے ایک شاگرد
تمیز تخلص نے مولف کے رسالہ کار آمد شعرا کے طبع کی تاریخ اسی صنعت
مین نکالی ہے قطعہ مرے استاد نے حقیقت مین ۝ یہ رسالہ لکھا
عجیب و غریب ۝ فکر تاریخ کی تمیز جو کی ۝ مادہ نکلا عجیب و غریب
متحرک حروف کو جو لیا ۝ ہوئی تاریخ کیا عجیب غریب ۝ آٹھوان صنعت
۱۲۹۳ھ
یہ ہے کہ الفاظ مادہ تاریخ جو حرف ساکن ہون انمین تاریخ نکلے نوین
صورت یہ ہے کہ کسی اور کے کلام غیر تاریخی مشہور کو اپنا کلام کر کے اسمین
تاریخ نکالے جیسے شیخ ناسخ مغفور نے شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے
اس مصرع مین ع ای بسا آرزو کہ خاک شدہ ۝ تاریخ وفات
مرزا غازی الدین حیدر بہادر بادشاہ لکھنؤ کی نکالی ہے کہ سنہ ۱۲۴۳ھ ہجری
اسمین پیدا ہوتے ہین الحاصل ایسے تکلفات و مثل اسکے تاریخ مصنوعی مین

بہت سے ممکن الوقوع ہین کہ انکا حصر ناممکن ہے۔ لفظ زائد الاعداد اصطلاح
تاریخ سے مراد ہی کہ مادہ تاریخ مین کچھ عدد حساب سے زیادہ ہون پس
مورخ تاریخ کے پورا کرنے کے لیئے اُن اعداد زائد کا تخرجہ معمے کے
طور پر کرے یعنے کوئی لفظ ہم عدد اُن اعداد زائد کا کہ مناسب مقام
ہو تجویز کرے اور مادہ تاریخ مین سے اُس لفظ کے خارج کر دینے کا
اشعار کرے مثال اسکی جیسے یہ تاریخ مشہور ہی قتل جناب سید الشہدا
علیہ السلام کی کہ سنہ ۶۱ ہجری مین نقل مذکور واقع ہوا تھا اور اس تاریخ کو
منسوب بہ مولوی روم علیہ الرحمہ کی طرف کرتے ہین ۔ من چہ گویم
کربلا از واقعات ۔ آہ بیرون آمدہ از اسم ذات ۔ کہ لفظ اللہ کہ اسم ذات ہی
پس یہ مادہ تاریخ ہی اور اسمین چھ عدد زیادہ ہوتے تھے پس مورخ نے
لفظ آہ کو لیکر کہ اسکے بھی چھ عدد ہوتے تھے اور مناسب مقام بھی تھا
اللہ مین سے خارج کر دیا یعنے الف و ہا کو نکالا تاریخ پوری ہو گئی۔
یعنی ۶۰ عدد دو لامون کے باقی رہگئے اور یہ بھی تاریخ اسی واقعہ کی اور بھی
قسم کی ہی اور اسکو بھی لوگ منسوب بہ مولوی روم علیہ الرحمہ کیطرف کرتے ہین
سر دین را بریدہ دینی ۔ کہ مادہ تاریخ لفظ دین ہی اور اسمین چار
عدد زیادہ ہوتے تھے پس مورخ نے سر دین یعنے حرف د کو جدا
کر دیا تاریخ پوری ہو گئی یعنے ۶۰ عدد یٰ اور نون کے باقی رہگئے ۔

ایک تاریخ اور اسی واقعہ کی مشہور اور اسی قسم کے ہے لا ادری مصرع
نبی بیدل شده درماتم ٭ که لفظ نبی جب بیدل ہوگیا یعنے ب
نبی میں سے نکلگئی تو تاریخ پوری ہوگئی ایک تاریخ اور اسی واقعہ کی
گوش زد مولف ہی کہ وہ بھی اسی قسم کی ہی کہ بعد تخرجہ اعداد زائد کے
جو کچھ باقی رہتا ہو اسکے زبر اور بینات دونوں میں تاریخ پیدا ہوتی ہے
اور وہ یہ ہی ؎ حسین بریده فافہم یا جیسے یہ تاریخ مشہور کسی کی ہی
؎ ز نعمت خانہ بیرون کن شکم را ٭ یا یہ تاریخ اسفرٔت کسی کی ع
از جہل لطیف آب بردار ٭ کہ یہ بھی دونوں تاریخیں اسی قسم کی ہیں ٭
یا جیسے یہ تاریخ وفات شیخ عبد الحی حیاتی تخلص خلف شیخ جمالی دہلوی کی
کہ سیشاہ میرک جو اولاد سید شریف جرجانی سے تھے انکی کہی ہوئی
ہی قطعہ نادر العصر شیخ عبد الحی ٭ که بوصفش مرا زبان نبود ٭ وقت
ترحلش بہر سید ہم من ٭ گفتم اے چون تو در جہان نبود ٭ سال تاریخ
خویشتن خود فرما ٭ کہ جدا و درد و زبان نبود ٭ گفت تاریخ من بود نام
بنده وقتیکہ درمیان نبود ٭ شیخ عبد الحی مادۂ تاریخ تھا اسمین
لفظ عبد کے عدد زیادہ ہوتے تھے پس اسکا فارسی میں مرادف جو
لفظ بنده تھا اسکو ماده تاریخ سے نکالڈالا تاریخ پوری ہوگئی یعنے
۹۰۵۹ باقی رہگئے فافہم یا جیسے شیخ ناسخ مغفور کی یہ تاریخ قطعہ

دزد در خانۂ ناسخ چو زده نقب اشب ٭ نہ زر و سیم شد بدست تحمل آمد بیرون
بہر تاریخ مسیحی چو بدیدم سر دزد ٭ دزد از خانۂ مفلس تحمل آمد بیرون ٭
کہ اسی قسم میں داخل ہی **تنبیہ** اور یہ طریقہ تخرجہ اعداد کا جو اس تاریخ میں
شاہ نصیر مرحوم دہلوی کے پایا جاتا ہی **قطعہ تاریخ** بشب عرس حضرت
محبوب ٭ میر باقر علی چو گشت شہید ٭ بے سر و پا گفتم این تاریخ
ہر کرا ورا بکشت یزید پلید ٭ منقول از تذکرہ آب حیات مطبوعہ مولفہ مولوی
محمد حسین صاحب دہلوی سلمہ آزاد تخلص از حاشیہ صفحہ ۴۲۵ و صفحہ ۴۲۶
مولف ہیچمدان کے عندیہ میں ناجائز و نادرست ہی کیونکہ بے سر و پا
گفتن مقولہ مورخ کا ٹھہرا تخرجہ اعداد زائد کا مادہ تاریخ میں سے نہ ٹھہرا
شامل اور قطع نظر اسکے مورخین ثقات کی تاریخوں میں یہ طریقہ تخرجہ
اعداد زائد کا پایا بھی نہیں گیا اور بعضوں نے اس قسم کی تاریخ کا نام تعمیہ
خارجی بھی رکھا ہی اور یہ جو بعضوں نے اس قسم کو باسم تخرجہ محض موسوم
کیا ہی یہ تسمیہ غلط ہی ہاں تعمیہ یا تخرجہ کہتے تو درست تھا کسواسطے
کہ تعمیہ مجازاً بمعنی معما گفتن لغت میں آگیا ہی کذا فی غیاث اللغات
پس یہ معما گفتن کو تخرجہ اعداد و تدخلہ اعداد دونوں شامل ہیں فافہم
ناقص الاعداد اُس تاریخ سے عبارت ہی کہ مادہ تاریخ میں کچھ عدد
کم ہوتے ہوں پس مورخ تاریخ کے پورا کرنے کے لیے ان اعداد

تدخلہ متمم کے طور پر کرے یعنے کوئی لفظ بعدد اُن اعداد کا کہ
مناسب مقام ہونے کے مادۂ تاریخ مین اس لفظ کے داخل کرنیکا اشارہ
کرے مثال اسکی جیسے مولف کے استاد دوم مرزا محمد رضا برق مغفور
کے قطعہ در مکان مرزا حسن صاحب چو خوش ساختند ٭ شعر
برائے ہر تماشائے بیگمات خیر العمل ٭ سال تاریخش بطور تعمیہ گفتم وصفا
لطف ٭ با آب دارد حوض قصر بے بدل ٭ کہ مادہ تاریخ حوض قصر
بے بدل ہے پس اسمین تین کم ہوتے تھے مورخ نے لفظ آب کو کہ
اسکے بھی تین عدد ہوتے تھے اور مناسب مقام بھی تھا داخل مادہ
تاریخ کردیا تاریخ پوری ہو گئی یعنے ۱۲۵۵ ہو گئے کہ یہی سنہ تعمیر کا
مقصود تھا اور بعضون نے اس قسم تاریخ کا نام تعمیہ داخلی بھی رکھا ہے
تعمیہ اور طریقہ بدخلہ اعداد کا جیسے اس تاریخ مین ہے ٭ گفتہ شد تاریخ
با دو حرف حزن دل ٭ گشت زین الما بیت و اصل کی یا اسی تاریخ
والے سال تاریخ تولد گفت عقل ٭ از سر حبت کہ ہو خورد و سا یادہ یا اسی
تاریخ مین مرزا اسد اللہ خان غالب دہلوی مغفور کی رحلت نواب میر
جعفر علی خان مرحوم کی یہ رباعی گردید نہان مہر جہان تاب دریغ ٭ شد
تیرہ جہان بچشم احباب دریغ ٭ این واقعہ از روی زاری غالب ٭
تاریخ رقم کرد کہ نواب دریغ ٭ یا اس تاریخ مین کہ ولادت فرزند نواب میر غلام

باباخان کی ہے قطعہ ۔ بابا یافت فرزندے کہ ماہ چاردہ ۞ بر فراز لوح
گردون گردد تمثال وست ۞ فرخی بینی و یابی بہرہ از ناز و طرب ۞ از سر ناز و
طرب فرزند فرخ سال وست ۞ اول از صفحہ ۷ و دوم از صفحہ ۳ کتاب اردو
معلاے مطبوعہ مولفہ حضرت غالب دہلوی مرحوم مولف ہیجان کے نزدیک
ناجائز و نادرست اسواسطے ہے کہ یہ اشارہ تدخلہ اعداد کا مادہ تاریخ مین ٹھہرا
بلکہ مقبول مورخ ٹھہرا کہ مورخ نے یا و حرف حزن دل یعنے محزون ہوکر اسطرح
کہا کہ گفت زین العابدین واصل حق یا از سر عجب یعنے خوش ہوکر یون کہا
کہ برخوردار باد و یا از روی زاری کہا کہ نواب دریغ یا از سر ناز و طرب کہا کہ
فرزند فرخ فافہم اور ایک قسم تاریخ کی اور ہے اگرچہ جداگانہ ہے لیکن قسم تاریخ
زائد الاعداد و ناقص الاعداد مین داخل ہے یعنی تعمیہ یا تخرجہ و تعمیہ یا تدخلہ دونون کو
شامل ہے مثال اُسکی جیسے یہ تاریخ مشہور نعمت خان عالی کی قطعہ تاریخ آن
داشت جا بچار محل ۞ بدرش کرد زان میان تقدیر ۞ او چو برخاست سے بجاش
نشست ۞ شاہ اورنگ زیب عالمگیر ۞ مادہ تاریخ لفظ چار محل ہے اُسکے
۲۸۲ عدد ہوتے تھے پس اسمین سے مورخ نے بوالحسن کو کہ اُسکے ۱۵۷
عدد ہوتے ہین خارج کیا اب رہگئے مادہ تاریخ کے ۱۱۵ عدد اُن مین شاہ
اورنگ زیب عالمگیر کے عدد کہ ۹۷۲ ہوتے ہین داخل کرکے پیشتا تاریخ
تعمیہ یا تخرجہ و تعمیہ یا تدخلہ دونون کو شامل ہوگئیں اور سنہ ۱۰۸۵ حاصل ہوئے

پس یہی سخن عرض کو مقصود تھے باب ہشتم اقسام تاریخ نام صوری و
ہم معنوی کے بیان میں تاریخ صوری معنوی اُسے کہتے ہیں جسکے ظاہر
و باطن دونون تاریخ ہوویں یعنی دلالت کریں یعنے الفاظ بھی مشعر تاریخ پر ہوں
اور اعداد حروف بھی بحساب ابجد اُس سال پر دلالت کریں جسمیں وہ واقعہ
ہوا ہو مثال اُسکی جیسے یہ تاریخ اُستاد اول مولف جناب میر علی اوسط رشک
مرحوم کی ہے ہ مرو سبحان علیخان قائل ٭ بیک الف و صد و شصت و چہار
یا جیسے یہ تاریخ شیخ ناسخ مغفور کی کسی کی وفات کی ہے ہ طبع ناسخ ۱۲۶۴ھ
سال تاریخ وفات ٭ گفت بست و ہفتم ماہ رجب ولہ ایضا ہ
دو شنبہ پنجم ذی الحجہ واے ٭ ولہ ایضا ہ حیف روز اول ذیقعدہ بود ۱۲۱۰
یا جیسے اُستاد دوم مولف مرزا محمد رضا برق مغفور مخاطب بہ فتح الدولہ ۱۲۴۹
بہادر کی یہ دو تاریخیں وفات مرزا نصیر الدین حیدر بہادر و محمد علی شاہ
بادشاہان لکھنؤ کی ہ دہ سال و پنج روز حکومت نمودہ شد ٭ ہ
دہ روز پنج سال حکومت نمودہ شد ٭ اور ایک قسم تاریخ صوری و معنوی ۱۲۵۳ھ ۱۲۵۸
کی یہ ہے کہ جسمین بجاے ذکر سال و ماہ و روز ذکر اسما و صفات و مصادر
وغیرہ کا کیا جاے چنانچہ جناب میر علی اوسط رشک مغفور اپنے والد
ماجد مرحوم کے انتقال کی تاریخ فرماتے ہیں ہ این صوری و معنوی نوشتم
تاریخ ٭ سید سلمان واصل و فاضل بحر ہو ایضا ولہ یہ ہوئی انتقال کی تاریخ ۱۲۴۶ھ

نوجوان جمعہ نوبیس سبعہ ہا ہی ۞ ایضاً وله سروش مصرعہ تاریخ انتقال
نوشت ۞ فقیہ و عابد و زاہد طبیب و فاضل آہ ۞ ایضاً وله مرد
از سرطان و ذات الجنب وا ویلاہ و واسے ۞ ایضاً وله مرد نسیم
رہ بہشت ہی ہی خاتمہ مشتمل ہی چند فائدون پر فائدہ لفظ اللہ
چہپا سطہ عدد لینا چاہیے اسلیے کہ اس لفظ مین ایک الف اور دو لام
اور ایک ہی مکتوبی ہی موافق اس مصرع مشہور کے ع اللہ بود یک
الف وہا و دو لام ۞ اور دوسرا الف جو بعد لام کے تلفظ مین آتا ہی وہ
معتبر نکیا جائیگا کیونکہ تاریخ مین حروف مکتوبی معتبر ہوتے ہین حروف
ملفوظی کا اعتبار نہین کیا جاتا تنبیہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ اللہ کا
لام مشدد ہی اور دوسرا لام بسبب تشدید کے پیدا ہوتا ہی یعنی ملفوظی ہی
پس اسکا اعتبار تاریخ مین کیون کیا جاتا ہی اور اسکے عدد کیون لیے گئے
جواب اسکا یہ ہی کہ وہ دوسرا لام باعتبار تلفظ کے اللہ مین نہین لیا گیا بلکہ
باعتبار کتابت کے لیا جاتا ہی کہ مکتوبی ہی یعنی بعد لام کے ایک شوشہ بلا رسم
الخط عربی مین لکھا جاتا ہی اور رسم الخط فارسی مین اگر غور کیا جاوی تو وہ شوشہ
ہوتا ہی لیکن بسبب تخفیف اسکو دوسرا لام تصور کیا ہی گویا اللہ سمجھا گیا ہی اور اگر
معترض اعتراض کرے [illegible] شوشہ [illegible] اس الف کی علامت ہی [illegible]
[illegible] وہ الف جو بعد لام کے [illegible]

سیدالاشعار میں محقق طوسی علیہ الرحمہ نے بھی لکھا ہی میں اور التحقیق
فلیصح الیہ پس شدہ مذکورہ بجز دوسرے لام کے اور کوئی حرف نہیں تصور کیا
جا سکتا کہ حقیقت میں کبھی لفظ اللہ میں دو لام ہیں یعنے اصل میں یہ لفظ
الالہ ہی پس بقاعدہ عربی لام اول کو لام ثانی میں بعد حذف الف کے
ادغام کر دیا ہی فائدہ ہوتے کہ رسم خط عربی میں طویل یعنی دراز لکھی جاتی ہی
انند تاے جمع وغیرہ کے جیسے کائنات صفات - ذوات رہبات -
مافات - وغیرہ کے تے ایسے چار سے کم تے تاریخ میں لیے جائینگے
اور تاے تانیث اسمی و تاے مصدری وغیرہ کے پانچ اعداد لینا چاہیے
کیونکہ ایسی تے کو رسم الخط عربی میں مدور یعنے گرد لکھتے ہیں بشکل ہا
پس جو ہے کے عدد ہوتے ہیں وہی عدد اس تے کے بھی لینا چاہیے
چنانچہ یہی وجہ ہی کہ الف مقصورہ کے بھی جو لفظ اعلیٰ اولیٰ ہوسے
جیسے مصطفیٰ مرتضیٰ - وغیرہ کے آخر میں آتا ہی دس عدد لیے جاتے
ہیں ایک عدد نہیں لیا جاتا اسواسطے کہ رسم الخط عربی میں الف
مقصورہ بشکل یاے تحتانی لکھا جاتا ہی پس مورخین محقق ثقات نے
ایسی تے کے پانچ ہی عدد لیے ہیں یعنے اس تے کو ہے قرار دیا -
اور تلفظ کتابت کا اعتبار کیا ہی جیسا چاہتا اول [illegible]
[illegible]

تاریخ جو فرمائی ہے — زینب یا فہم ای رشک مصرعہ تاریخ ہدایۃ الشعرا
جاے حل مصطلحات ، تو اسمین تا سے مدوّرہ لفظ ہدایۃ الشعرا کے پانچ
۱۲۵۰
احاد لیے ہین یا منشی مظفر علی اسیر مرحوم نے جو نواب امداد حسین خان
بہادر مغفور مخاطب بہ امین الدولہ وزیر اعظم امجد علی شاہ بادشاہ لکھنو کے
کسی مرض سے صحت پانے کی تاریخ کہی ہے چنانچہ اُنکے دیوان فارسی مین
موجود ہے اللّٰھم احفظ من البلیۃ اسمین بھی تا سے بلیۃ پانچ احاد
لیے ہین - یا منشی امیر احمد صاحب امیر تخلص مرحوم و مغفور ارشد تلامذہ
اسیر مرحوم نے جو اپنے دیوان کا نام تاریخی مراۃ الغیب رکھا ہے
اسمین بھی تا سے مراۃ کے پانچ ہی عدد لیے ہین یا منشی سید اسمعیل حسین
منیر مرحوم شاگرد رشک مغفور نے جو دیوان سوم اعلیٰ حضرت قدر قدرت
خداوند نعمت نواب محمد کلب علیخان صاحب مرحوم و مغفور
والی ریاست رامپور کا اسم تاریخی درۃ الانتخاب رکھا ہے -
۱۲۹۴ھ
اسمین بھی تا سے درۃ کے پانچ ہی عدد لیے ہین - یا مؤلف رسالۂ ہذا
نے جو اسم تاریخی رسالۂ ہذا کے آغاز تالیف کا مادۂ تاریخ رکھا ہے -
اسمین بھی لفظ مادۂ کی تے کے پانچ احاد لیے ہین اور بڑی دلیل تو
اس تے یعنے تا سے مدورہ کے ہے قرار دینے کی مولف پاس یہ ہے
کہ صاحب مقامات نے جو مقامہ بست و ہشتم مین خطبہ جمعہ عالم

بیننے غیر منقوط ہین لکھا ہی انہین اسطرح کی باتین بہت سی آگئی ہین۔
کہ وہ سب باقرار ہی بیجا ہین۔ چنانچہ اس خطبہ کی عبارت کیسقدر
موافق ضرورت کے اس مختصر مین لکھی جاتی ہی اور وہ یہ ہی قال الحمد
لله الممدوح الاسماء المحمود الآلاء الواسع العطاء المدعو
الحکم اللاواء مالک الامم مصور الرمم ومکرم اهل السماح
والکرم ومهلک عاد وارم ادرک کل سر علمه ووسع کل مصر
حلمه وعم کل عالم طوله وهد کل مارد حوله احمده حمدا موحد
مسلم وادعوه دعاء مومل مسلم وهو الله لا اله الا هو ا
لواحد الاحد العادل الصمد لا ولد له ولا والد ولا رده
معه ولا مساعد امر محمد للاسلام ممهدا وللملة موطدا
ولادلة الرسل مرکزا وللعمود الاسلام مسددا وصل ا
لارحام وعلم الاحکام ووسم الحلال والحرام ورسم ا
لاحلال والاحرام کرم الله محله وکمل الصلواة والسلام
علیهم اکثر مورخین نے چار سطر کے بھی تاسیس مدرسہ تاریخ مین
لیے ہین چنانچہ مولوی فائق مرحوم صاحب کتاب مخزن الفوائد
نے جو تاریخ بنائے مسجد مچھورکی جسکے بانی نواب زین العابدین
خان بہادر مغفور تھے کہی ہے فائق دوگانہ کہ وہ محراب اولا

تاریخ گفت خضر کہ قد قامت الصلوٰۃ ۱۳۰۲ھ تا سے صلوٰۃ کے چار سو
لیے ہین یا اپنی کتاب مخزن الفوائد جو نام تاریخی خزینۃ الاصول رکھا ہے
اسمین بھی تا سے خزینہ کے چار سو لیے ہین۔ یا جیسے مولوی عبداللطیف
مرحوم استھوی نے کہ بڑے شاعر اور بہت بڑے مورخ تھے اپنے
جد و جدہ کی تاریخ وفات فرمائی ہے گفت امر صلوٰۃ یا احباب
اسکن انت و زوجک الجنۃ ۱۳۰۵ھ تا سے جنت کے چار سو کرکے لیے ہین
یہ امر مؤلف چمپاران کے نزدیک مخدوش ہے اور پایہ اعتبار سے ساقط
کیونکہ یہ صورت تا سے ہے اور سے ہونا ایسی تے کا بدلائل براہین
اپنے مقام پر ثابت ہو چکا ہو لیس تا سے مدورہ کے چار سو لینا کیونکر
جائز ہوگا ہاں چار سو لینا اسوقت جائز ہو سکتا کہ جب کوئی اس
امر کو بدلائل باطل کردے کہ کتابت حروف کو تاریخ مین کچھ دخل
نہین اور رسم الخط کا بھی بطلان کرے تو یہ محال ہے کہ بطلان ان
دونون امروں کا ہو نہین سکتا اور یہ دلیل ایسی ہے کہ اکثر لوگون نے
ایسی تے کے چار سو لیے ہین اور انکے نظائر کردینا تمنا سے
محض ہے کیونکہ خلاف قاعدہ و قرارداد اہل فن جو امر کسی سے
وقوع مین آئیگا وہ کیونکر سنا جائیگا گو کثرت سے ہو چنانچہ
قول مؤلف چمپاران کا موید ہے قول صاحب تذکرہ شعراء عامر محمد غلام علی

آزاد بلگرامی مرحوم کا بھی کہ وہ تذکرہ خزانہ عامرہ میں ایک مقام پر
لکھتے ہیں کہ تاریخ مرزا قطب الدین مائل حسن حسنۂ ہندوان نقصانی دارد
کہ مورخ آن یعنی محمد عاکف از ثنا سے جستہ کہ آزاد را لاسے عربی بشکل یا
می نگارند چہار صد گرفتہ حال تاریخ باید گرفت زیرا کہ معتبر نزد اہل
جمل صورت کتابت باشد نہ تلفظ منقول از تذکرہ خزانہ عامرہ صفحہ
۲۳۰ مطبوعہ مطبع منشی نولکشور مطبع سے سنا گیا ہو کہ مولوی شیخ
امام بخش صہبائی مرحوم نے بابت مادہ مذکورہ کے چار سو لیے
اور پانچ امالہ لینے کے جھگڑے میں ایک عجیب فیصلہ فرمایا ہو یعنی قول فیصل
لکھا ہو اور وہ یہ ہو کہ تا سکے دروہ موقوف کے تو پانچ اما لیے جائیں
اور در صورت موصول کے چار سو لیے مثلا یرب الکعبہ کی ی کے تو پانچ
اما لیے جائیں اور کعبۃ اللہ کی ی کے چار سو لیے مولف
بہجیران لکھتا ہو کہ واہ واہ سبحان اللہ کیا خوب فیصلہ کیا ہو جسنے
قاعدۂ تاریخ ہی کو برہم کر دیا یعنی صورت کتابت کو کچھ دخل ہی
تاریخ میں نہ رہا محض تلفظ پر کہ جسکا اعتبار مطلق تاریخ میں نہیں ہو۔
دار و مدار رکھا گیا۔ یعنی یرب الکعبہ میں جو در حالت وقف ہو کہ
ملفوظ ہوتی ہو اسکے پانچ سو لیے جائیں اور کعبۃ اللہ میں در حالت وصل
ہونے ملفوظ ہوتی ہو اسکے چار سو اس فیصلہ کو آپکے معتقدین ہی

تسلیم فرمایئن تو فرمایئن دوسرا کیونکر یان ہے کہ قاعدہ تاریخ ہی ایسا ہتا
ہی فقط فائدہ الف وصل کا عبارت فارسی مین جہان لکھا جائیگا
تاریخ مین اُسکا ایک عدد لیا جائیگا اور جہان باعتبار محذوف
ہونے کے کتابت مین نہ آئیگا کوئی عدد اُسکا نہ کیا جائیگا مثلاً است
کے الف کا بضرورت اعداد لکھنا اور بے ضرورت نہ لکھنا دونون طرح
جائز ہی فائدہ الف مقصورہ جو آخر الفاظ عربیہ مین آتا ہی جیسے عیسےٰ
موسےٰ مثنےٰ مصطفےٰ مرتضےٰ وغیرہ مین اسکے تاریخ مین دس عدد لیے
جائینگے کہ کتابت اسکی بصورت یاے تحتانی مقرر کی گئی ہی چنانچہ
رشک مغفور نے مرزا افضل عاقل ذاکر سید الشہدا کے انتقال کی
تاریخ مین لفظ مصطفےٰ کے الف مقصورہ کے دس عدد لیے ہین ؎
ذاکر سبط مصطفےٰ ہی ہی ۞ فائدہ الف ممدودہ کا جو اول الفاظ مین
آتا ہی تاریخ مین ایک عدد لیا جائیگا اسلیے کہ کتابت اسکی ایک
الف کے ساتھ ہی مثلاً لفظ آجاو کے ۱۳ اور لفظ آزاد کے ۱۲ عدد
لیے جائینگے فائدہ ہاے مختفیہ جو الفاظ فارسی مین آتی ہی مانند ہاے
بیان حرکت وغیرہ کے جہان کتابت مین اُسکے پانچ عدد لیے جائینگے
اور جہان نہ لکھے جائینگے کوئی عدد نہ لیا جائیگا مثلاً کاف بیانیہ یعنی
لفظ کہ جب علیحدہ لکھا جائیگا یعنی دوسرے لفظ سے نہ ملیگا تو پچیس

اُسکے لیے جائینگے کاف کے بیس ہا کے پانچ یا جیسے شیخ ناسخ مغفور کی
اِس تاریخ مین سنہ اشعویں کہ موت سے گھسیٹا * اور جب کسی اور
لفظ سے لیا جائیگا یعنی لفظا کہ کیونکہ اسمین فقط کاف کے بیس عدد لیے جائینگے
اور ہا کے پانچ عدد نہ لیے جائینگے فائدہ ہمزہ جو خط ہی سے عبارت
ہی اُسکا کوئی عدد تاریخ مین نہین لیا جاتا اسلیے کہ یہ کوئی حرف نہی مین
نہین ہی تنبیہ کسی نے انشاے مادھورام کی تالیف کی تاریخ جو کہی ہی
سنہ ہاتف گفت سال تاریخش * کر ہے منشآت مادھورام * اسمین
لفظ منشآت کے ہمزہ کا بھی ایک عدد لے لیا ہی یا کسی نے اِس تاریخ
مین کہ نواب ضیاء الدین احمد صاحب مرحوم رئیس دہلی کی تاریخ ہی
رباعی دروا کہ ضیاء الدین احمد بربست * رخت سفر از جہان کہ
جاے سفر است * از طاق و ز ایوان و ز بزم و جلسا * بگسست و برحمت
الٰہی پیوست * ضیاء الدین احمد کے ہمزہ کا بھی ایک عدد لے لیا ہی
یعنی مادہ تاریخ ضیاء الدین احمد ہی پس بشرطیکہ اس فقرہ کے
ہمزۂ اضافت کا بھی ایک عدد لے لیا جاے تو ۳۰۳۹ ہوتے ہین
پس اِن اعداد مین سے لفظ طاق و ایوان و بزم و جلسا کے عدد کہ
۲۴۳۱ ہوتے تھے پہلے مورخ نے نکال ڈالے تو ۶۰۸ باقی رہتے
بعد اسکے تاریخ کو پورا کرنے کے لیے رحمت الٰہی کے عدد کہ ۶۹۴

ہوسکتے ہیں یا انہیں داخل کردیتے تو سنہ ۱۲۷۷ ہجری ہو گئے اور یہی سنین
مورخ کو مقصود تھے اور یہ تاریخ مورخ نے صنعت تعمیہ با تخرجہ و تعمیہ
بازغلہ دونوں میں کہی ہے پس مولف ہیچمدان کے نزدیک ہمزے کا
ایک عدد لینا کسیطرح صحیح نہ ہوگا غلط بلکہ اغلط ہے کہ مورخین ثقات
نے کبھی ہمزہ کا کوئی عدد تاریخ میں نہیں لیا فائدہ وہ یاے معروف
جسپر ہمزہ یعنے خط منحنی لکھدیتے ہیں عربی کے ہو خواہ فارسی کے خواہ
ہندی کے اسکے بیس عدد لیے جائینگے اسلیے کہ جب کسرہ ماقبل اسکا
اشباع پائیگا وہ دوسری یا ہو جائیگی اور کتابت بھی اس یا کی دو
یاؤں سے چاہیے ہے جیسے لفظ مائی۔ ہوائی۔ خدائی۔ رہائی۔ آئی۔
پائی۔ بنائی۔ دکھائی۔ گئی۔ کئی۔ نئی۔ ہوئی۔ وغیرہ کے یاے
معروف کے بیس عدد لیے جائینگے چنانچہ شیخ ناسخ مرحوم نے کسی کی
شادی کدخدائی کی تاریخ فرمائی ہے اور اسمین لفظ کدخدائی کی یاے
معروف کے بیس عدد لیے ہیں ؎ رقم سال کردم پیوست حنائی ؏
ہمایون مسعود شد کدخدائی ؏ یا منشی مظفر علی اسیر مرحوم نے نواب
یوسف علیخان بہادر مرحوم مغفور والی ریاست رامپور کے غسل صحت
کی تاریخ میں لفظ گئی اور پائی کے یاے معروف کے بیس عدد لیے ہیں
سنہ ۱۲۷۸ھ ؏ سے خلق روا ہو گئی شفا پائی ؏ یا مولف نے نواب مرحوم کی

داغ دہلوی کے جلے دیوان اول کی تاریخ میں لفظ آئے کے بیس عدد
لیے ہیں سے ھ بو دیگر ارواغ آئی آج ٭ اور یاے مجہول کے عدد خواہ
اسپر ہمزہ لکھا جاے خواہ نہ لکھا جاے دس عدد لیے جاینگے جیسے لفظ
جاے- خدائی- صفائی- آئی - پائی- الائی- کے یاے مجہول کے عدد
دس لیے جاینگے- خواہ یہ سب الفاظ بروزن فاع وفعول پڑھے
جائیں خواہ بروزن فعلن وفعولن آئیں اور کتابت بھی اس یا کی
ایک یا سے چاہیے ہے اور لفظ کیجیے- دیجیے- اور ویسے- جیسے اور
لیے کیے- گئے- نئے کی یاے مجہول کے بیس عدد لیے جاینگے
اسواسطے کہ یہ بولی بھی مکرر جاتی ہے اور کتابت میں بھی مکرر آتی ہے
فائدہ حروف مقطعات کے اعداد باعتبار انکے زبر کے لیے جاینگے
یعنی جس طرح لکھنے میں آتے ہیں مثلاً محقق کی ح کے ۸ م کے
۴۰ ع کے ۷۰ س کے ۶۰ ق کے سو لیے جاینگے- بینات
ان حروف کے تاریخ میں نہ محسوب ہونگے ہاں اگر بینات کے
اعداد لینے کا اشعار کر دیا جاییگا تو اسوقت وہ بھی محسوب کیے
جاینگے فائدہ لفظ رئیس وسئیس وائین وغیرہ کی یا کے بیس عدد
لیے جاینگے کہ یہ یا حقیقتاً بھی مکرر ہے اور کتابتاً بھی جیسا کہ اکثر تاریخ
میں دیکھا جاتا ہے اور واسطے رفع شک کے مثلاً لفظ رئیس میں دو یا ہیں

لی ہین سے ہ الف بگفت مصرع تاریخ جلوسش ؛ بود دہ رئیس سپہر
وسپہر دار افسران ؛ یا جیسے مؤلف نے خلعت مسند نشینی ولیعہدی سنہ ۱۲ ھ
نواب محمد کلب علی خانصاحب بہادر مرحوم کی ملکہ انگلستان کی
طرف سے انکے جشن کی جو تاریخ کہی ہی اسمین لفظ آئین کی دو
یائین لی ہین سے ہ کہکے یہ تاریخ بہر پیشکش لا یا جلال ؛
آج رشک جشن جم بزم طرب آئین ہوئی ؛ اور یہان لفظ ہوئی مین
بھی مولف نے دو یائین لی ہین کہ یہ وہی یا سے معروف ہی جسے پیر
لکھو بنے ہین - یا اپنی اس تاریخ مین آئینہ عشق سخن کہ دیوان
حضرت موجد رامپوری شاگرد مومن خان دہلوی کی ترتیب کی ہی
لفظ آئینہ مین دو یائین لی ہین فائدہ لفظ نبیین و وصیین وغیرہ مین
ایک یا کے عدد تاریخ مین لیے جائینگے کہ ان الفاظ کے رسم الخط
مین مکتوبی ایک ہی یا ہوتی ہی چنانچہ خاتم النبیین کے سہ ۱۱۸ -
اور سید الوصیین کے ۲۶۱ عدد تاریخ مین لینا چاہیے فائدہ ع
تاریخ کی موزونیت کے لیے جو مورخ زیادہ مادہ تاریخ سے کچھ الفاظ
لے آتا ہی مانند کاف بیانیہ و گفت و گفتا و نوشت - و نوشتہ
وبگو و بخوان وغیرہ کے یا ہندی مین - یا مثلا کہہ - اور پڑھ - اور
بولا - اور کہا - اور لکھا - وغیرہ کے یا مثل فلک - ملک - یا الف

سروش قبول - طبع - عقل - خرد - تخلص - مورخ وغیرہ کے پس
اُنکے عدد مادہ تاریخ مین محسوب ہونگے چنانچہ ان تاریخون مین
شیخ ناسخ مرحوم کے صرف اسی قبیل کے الفاظ موزون بیت مصرع
تاریخ کے واسطے آ گئے ہین اور مادہ تاریخ مین اُنکے اعداد محسوب
نہ ہونگے ؎ دلا تاریخ جشنش بگو ؛ کہ این گلزار ہمایون بہ
١٢٢١ھ
ولہ ؎ سال تاریخ پئے رحلت شاہ عالم ؛ گفت دل زیب زمین
بادشہ کشور ہند ؎ سال تاریخ عروسی ناسخ ؛ کہ خدا شد
١٢٣١ھ
مرا یم بہ بہشت ؛ ؎ پئے سال ہمایون جلوسش ؛ بگو ناسخ
١٢٣٤ھ
کہ ظل اللہ گردید ؎ پئے سال ولادت طبع ناسخ ؛ بگفتا کوکب
١٢٣٣ھ
برج شرافت ؛ ؎ تاریخ اس ضریح کی مطلوب جب ہوئی
١٢٣٣ھ
بولے ناسخ ضریح مقبول امام ہے ؛ فائدہ یہ جو مشہور ہے کہ واقعہ
١٢٥٤
شادی کی تاریخ مین ایک عدد کا بڑھا دینا اور واقعۂ غم کی تاریخ
مین ایک عدد کا کم کر دینا جائز ہے محض غلط مشہور ہے جن صاحبون
نے یہ مشہور کیا ہے اُنکو سند اسکی مورخین ثقات کی تاریخون سے
دینا چاہیے فائدہ دو سنین متعارف کہ جنمین تاریخ کہی جاتی ہے
یہ ہین - سنہ سنہ ہجری اور وہ زمانہ ہجرت جناب رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یعنے مکہ معظمہ زاد اللہ شرفا سے

حضرت کا ہجرت فرمانا اور مدینہ منورہ تشریف لانا اور یہ سن
مجوزہ خلیفہ ثانی کے ہیں اور اب تیرہ سو دو ہیں ۱۳۰۲ ہیں۔
۲ سنہ فصلی کہ وہ سنہ ہجری سے نو ۹ سال کے فاصلہ کے
بعد تجویز کیے گئے ہیں اور زمانہ اکبر سے تجویز ہوئے ہیں اور وہ
اب بارہ سو تیرانوے ۱۲۹۳ ہیں۔
۳ سنہ مہدوی ہیں اور زمانہ غیبت امام مہدی آخرالزمان
علیہ السلام سے لیے جاتے ہیں اور بعضوں نے زمانہ ولادت
باسعادت بھی لیا ہے اور وہ اب دس سو چھیالیس ۱۰۴۶ ہیں
۴ سنہ عیسوی ہیں اور انھیں کو مسیحی بھی کہتے ہیں اور
وہ زمانہ غیبت حضرت عیسےٰ سے مراد ہیں اور اب اٹھارہ سو
پچاسی ۱۸۸۵ ہیں۔
۵ سنہ موسوی اور وہ بحساب کتب تواریخ زمانہ غرق
فرعون سے لیے جاتے ہیں اور زمانہ حضرت عیسےٰ وہی مروج
رہے اور اب دو ہزار ایک سو اکتالیس ہیں ۲۱۴۱۔
۶ سنہ بخت نصر یا جنت ہیں کہ وہ اب ایک ہزار نو سو
بیالیس ۱۹۴۲ ہیں فقط۔

تقریظ مع قطعات تاریخ طبع رسالہ ہذا

از نتائج افکار گہربار شاعر شیوا زبان فصیح بیان جناب سید علی عبد القادر شمس القادری عرف شاہ مرشد علی صاحب الحنفی البغدادی اصلا والمیدنی فوری مولدا المتخلص بہ عاصی و جمال سلمہ اللہ المتعال ولد سید سندی مرشد ارشدی غوث ازلی محبوب باری حضرت سید شاہ مہر علی القادری البغدادی الحسنی الحسینی شاگرد مؤلف رسالہ ہذا

چھپا ہی نسخہ اکسیر البیا جو خزینہ ہی
بلاغت کا فصاحت کا ملا خزانہ کا

صراط منزل تحقیق سطرین ہین حقیقت مین
ہر اک ہین السطور سمین ہی جادہ اہل طریقت کا

تجلی و شنائی شاخ نخل طور ہی حسن اسم
کلیم اللہ ہی مضمون ہر اک طرز لطافت کا

اثر ہی فکر طبع پاک کا الفاظ زیبا ہین
دکھاتے ہین معانی جلوۂ اعجاز و کرامت کا

جو اسکی لوح مین لوح سمین کی شان پیدا ہی
قلم عالم دکھاتا ہی قلم کے دست قدرت کا

جو نقطے ہین وہ ہین گرداب سطرین ہین جیحون ہین
جو صفحہ اس صحیفہ کا ہی دریا ہی فصاحت کا

جو سطرین ہین رخ خوبان جداول بجا ابرو ہین
مرقع نامۂ نامی بھی ہی یوسف کی صورت کا

خواہش کنز لک انکا منکر سے بری ہی یہ
مشابہ ہے کسی کے کب لکھا انشا ہی شہمت کا

جلال ان مقتدای شاعران ہیکے مصنف ہین
کہ ہی مرتبہ تحقیق مین جنکو امامت کا

کیا ہی فن مین عالم حق نے اُسکا مل ماہر کو
عروض و قافیہ تاریخگوئی و طبابت کا

ترش رہونگے جگھ کر رشک کی تلخی کو حاسد
بہت کچھ شور ہی شیرین بیانی کی حکایت کا

خدا نے اس کریم النفس کو جامع بنایا ہی
شرافت کا نجابت کا سیادت کا کرامت کا

کیا خلاق نے گویا مجسم خلق مین اُسکو
مروت کا فتوت کا عطوفت کا عنایت کا

دم فکر سخن جب کلک طبع عاصی کو
جو تھا سودا سواد سال ہجری کی کتابت کا

پکارا ہاتف غیبی کہ سال طبع تم اسکے
لکھو اب چھپ گیا ہی کارنامہ ہر بلاغت کا

سنہ ۱۳۰۳ ہجری

ایضا

طبع این نامہ شد بخوبی و حسن
مژدہ باد ابجملہ اہل کمال

زد رقم سال طبع عمدہ جمال
چہ قواعد نوشت طرفہ جلال

سنہ ۱۳۰۳ ہجرے

ایضا

شد ندا از جد و جہد اوستادم
قواعد در فن تاریخ مجموع

سخن طبع عاصی انچنین گفت
چہ دستور العمل شد پاک مطبوع

سنہ ۱۳۰۳ ہجرے

ایضاً

جلال جو تو نے یہ رسالہ ایسا لکھا ہے — کہ جس سے مادۂ تاریخ کہہ لینا سہل ہو
فوائد جو تحقیق ہیں تاریخ گوئی کے سب اس میں — نہ لکھا تھا کسی نے جو تشریح و بسط اس شان کی
یہ نسخہ اکسیر ہے تحقیق کی مس کا — طلا و سیم کی کیا اصل ہے اس کے آگے شے واقع
دم تحریر سن طبع بولی طبع نارسی کو — سجا ہے مادۂ تاریخ کا تاریخ یہ کہہ دو

۱۳۱۲ھ

ایضاً

حضرت ضامن علی کے نسخہ مطبوع کا — چھپ کے ظاہر ہونے کا ہر جا بسو چرچا ہو آج
عیسوی تاریخ عمدہ ہاتف نے یہ کہا — طرفہ قانون ہیں یہی تاریخ گوئی کا ہو آج

۱۸۹۵ء

از نتائج افکار شعری سناس سید ذاکر حسین صاحب یاس شاگرد مؤلف رسالۂ ہذا

نسخۂ بے مثل استادم نوشت — لفظ لفظ شاہد علم و کمال
سال طبعش یاس در منقوط گفت — فن تاریخ این رقم کردہ جلال

۱۳۱۲ھ

از نتائج افکار گہر بار شاعر بلاغت انتمائی جناب منشی دھنپت رائے صاحب محقق لکھنوی مختار سرکار فیض آثار نواب وحید الدولہ عضد الملک مرزا مہدی حسین خان بہادر

نوشت طبع شد رسالۂ ضامن علی جلال — کو شاعریست شہرت خاقانی و حزین
گفتم محقق از پئے توضیح سال طبع — مطلوب سو و منا و مفید مورخین

۱۳۱۲ھ

ایک طبیب نہایت لائق و فائق سند یافتہ اطبای لکھنؤ سے

جسکا نام نامی و اسم گرامی جناب حکیم مرزا عابد حسین
صاحب ابن جناب مرزا محمد عسکری صاحب ہے
یہ فن طب مین ید طولا رکھتے ہین نہایت درجہ
ذکی و طباع ہین حکیم مطلق نے دست شفا
ایسی عطا فرمائی ہے کہ ہر روز ہر قسم کے مریض آتے ہین
اور بہت جلد شفا باذنہ تعالیٰ پاتے ہین -
ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء چونکہ ایک
مدت سے اس حقیر کو خدمت فیضدرجت جناب
موصوف مین نیاز حاصل ہے لہذا بہ کوشش بلیغ
چند ادویات مجربات کے شائع کرنیکی اجازت
حاصل کرکے مشتہر کرتا ہون

(۱) حبوب طاعون جو بیمار کیلئے استعمال ہوتی ہین مفت
(۲) روغن طاعون جو گلٹی پر لگایا جاتا ہے مفت
(۳) حبوب آتشک قیمت فی ڈبیہ ایک روپیہ عہ/
(۴) سفوف جریان نہایت مجرب فی ڈبیہ ۶/
(۵) معجون ممسک مقوی باہ فی تولہ ۸/
(۶) حبوب ممسک اعلیٰ درجہ کا مجرب فی گولی عہ/
(۷) طلا - دافع سستی یا یبس للعلاج بلا آبلہ عہ/
(۸) منجن دندان - نہایت نافع فی تولہ ۲/
(۹) سرمہ - دافع شب کوری و ضعف البصر فی تولہ
(۱۰) ماء اللحم انگوری دوا آتشہ -
جو بڈھے کو جوان نامرد کو مرد - مرد کو جوانمرد بناتا ہے
اعلیٰ درجہ کے مقویات سے تیار کیا جاتا ہے قیمت
فی بوتل نمبر اول ۵ر نمبر ۲ ۔ نمبر ۳ - ۶/

کتاب مجالس مفجعہ

یہ وہ کتاب ہے جسکا مثل کتب مقاتل مین مفقود ہے
اور جسکے دیکھنے کی چشم عالم مدتون سے مشتاق
تھی یہ مجموعہ دلپذیر ہے جسنے فضائل و مسائل لکھا و انکا کو
اور کتابون سے لاپرواہ کردیا مولفہ جناب مولانا
السید حسین صاحب قبلہ المعروف بجناب میرن صاحب قبلہ
قیمت ہر دو حصہ صرف ۶/

جملہ فرمایشین و رقوم بنام مشتہر روانہ فرمایئے

المشتہر
سید [illegible] مہتمم پریس اتحاد دالانی محلہ لکھنؤ

مطبع اتحادیہ رکھا ہی جسمین آپکو یہ اختیار حاصل ہی کہ آپ اپنے اس اتحادی پریس کو اسم با مسمے ہونیکا بھی یون موقع دیجئے کہ جب آپکو کسی چیز کے چھپوانیکا اتفاق ہو آپ بلا تامل اپنے اتحادی پریس مین روانہ فرما دین یہ مطبع انشاء اللہ آپکی خدمت بہت حسن خوبی و کفایت کے [illegible] بجا لائیگا۔

ہمنے جناب حکیم جلال صاحب کی جن جن تالیفات و تصنیفات کے چھاپنے کا ارادہ کیا ہی وہ یہ ہین۔

گلشن فیض ۔ لغت کی کتاب ہی جسکی خوبیان دیکھنے سے ظاہر ہونگی۔ پچاس جزو پر یہ رسالہ ختم ہی۔ قیمت [illegible]

سرمایہ زبان اردو ۔ یہ بھی با محاورہ اردو زبان کا ایک لغت ہی جو طبع ہوکر ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوگیا پہلے [illegible] رسالہ ان حضرات کی خدمت مین روانہ ہوتا تھا جنکی فرمائشین آچکی ہین اب ایسا کہ ان حضرات کو جواب فرما دین بھیجکر رجسٹر مین اپنا نام نامی درج کرائینگے۔ قیمت عار

شاہد شوخ طبع جناب موصوف پہلا دیوان ۔ قیمت عمر

کرشمہ کلام سخن جناب ممدوح کا دوسرا دیوان ہی قیمت ۱۲ر

منظومہ ہمایوں و دلکش ۔ یہ تیسرا دیوان ہی جو انشاء اللہ طبع ہوگا

منظم نگارین ۔ دیوان چہارم ہی جسکی کچھ جلدین ابھی تک باقی ہین اور آپ وقت اتحادی پریس سے طلب فرماسکتے ہین قیمت ایکروپیہ

منتخب القواعد ۔ الفاظ ہندی الاصل کی تحقیق مین وہ الفاظ [illegible]

اردو میں مستعمل ہیں۔ یہ رسالہ بھی آپ دفتر سے منگا سکتے ہیں قیمت ۴؍

دستور الفصحا۔ الفاظ متروک الاستعمال کے بیان میں اور چند الفاظ غلط کی تحقیق میں جو حکیم سید محمد مہدی صاحب کمال کی تصنیف ہے دفتر سے مل سکتا ہے ۴؍ مجلد قیمت آٹھ آنہ ۸؍

نکات آمد شعرا معروف بہ مفید الشعرا۔ یہ رسالہ زیر طبع ہے۔ اس میں بحث تذکیر ہے شعرائے اردو زبان کے محقق اساتذہ کی زبان پر جو الفاظ اپنے اپنے موقع پر صحیح اور بلیغ تحقیق ہوئے ہیں خواہ مذکر ہوں یا مؤنث ان کا استعمال۔ یہ کتاب ایسی ضروری ہے کہ ہر اردو بولنے والے کو لازم ہے کہ وہ اس کتاب کو منگا کر اپنے پاس رکھے تاکہ معلوم ہو کہ کون لفظ اور کس موقع پر شعرائے اردو زبان نے مذکر استعمال فرمایا ہے اور کس لفظ کو تانیث کے ساتھ اور کون وہ لفظ ہے جو تذکیر و تانیث دونوں میں آتا ہے شائقین ابھی سے درخواستیں روانہ فرمائیں۔

کنز القوانین موسوم بہ تاریخی ضابطہ متین از تصنیفات ہر دو فاضل تجنیدی مصدق عدالت کلکتہ یعنی جناب میرزا محمد عسکری صاحب دام فیضہم عدالتی کارگزاریوں میں سے کوئی امر ایسا نہیں جو اس کتاب میں چھوٹ گیا ہو [illegible] اور [illegible] کیلیوں۔ [illegible] خصوصاً [illegible] دیکھنے والی یہ کتاب ہے ضرور منگائیے قیمت فی جلد آٹھ [illegible]

[illegible]

DUE DATE